سماع

سَماع

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قال اللّٰہ تعالیٰ یایھا الذین امنوا لاتحرموا طیبات ما احل اللّٰہ لکم ۔ (المائدہ ۔ ۸۷) اللہ تعالی فرماتا ہے: اے ایمان والو! حرام نہ سمجھو ان اچھی چیزوں کو جن کو خدا نے تمہارے لئے حلال کیا ہے اور فرماتا ہے ویُحل لھم الطیّبات ویُحرم علیھم الخبائث ۔ (الاعراف ۔ ۱۵۷) اور ان کے لئے اچھی چیزوں کو حلال کرتا ہے اور بری چیزوں کو ان پر حرام کرتا ہے اور فرماتا ہے فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ ۔ (الزمر ۔ ۱۷ ۔ ۱۸) پس میرے ان بندوں کو بشارت دو جو بات کو کان لگا کر سنتے ہیں اور اچھی بات کی اتباع کرتے ہیں اور فرماتا ہے انما الحیوۃ الدنیا لعب ولھو ۔ اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّلَہۡوٌ وَّزِیۡنَۃٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیۡنَکُمۡ (سورۃ الحدید ۔ آیت (۲۰) اِنَّمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّ لَہۡوٌ ۔ (محمد ۔ آیت ۔ ۳۶) دنیا کی زندگی کیا ہے صرف لہو ولعب ہے اور زینت و تفاخر ہے ۔ وقال اللّٰہ تعالیٰ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلما تجلّٰی للجبل جعلہ دکًّا وخرّ موسٰی صَعِقًا ۔ (اعراف ۔ ۱۴۳) پھر جب اس کے پروردگار نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اس کو پارہ پارہ کردیا اور موسی چیخ مار کر گر پڑے ۔ انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللّٰہ وجلت قلوبھم و اذا تلیت علیھم ایتہ زادتھم ایمانا و علی ربھم یتوکلون ۔ (الانفال ۔ ۲) مومن تو وہی ہیں جن کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل دھڑکنے لگتے ہیں اور جب ان کے سامنے خدا کی آیتیں سُنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو ترقی ہوتی ہے اور وہ اپنے خدا پر توکل کرتے ہیں ۔ ارشاد ہے تَقشعرُّ منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم و قلوبھم الیٰ ذکر اللّٰہ ذلک ھدی اللّٰہ یھدی بہ من یشآء ۔ (الزمر ۔ ۲۳) ان کے روئیں روئیں کھڑے ہوجاتے ہیں جن کو خدا کا خوف ہوتا ہے پھر ان کے پوست اور دل نرم ہوجاتے ہیں یادِ خدا کی وجہ سے یہ خدا کی ہدایت ہے اس سے جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے ۔

ویخرون للاذقان یبکون و یزید هم خشوعا ۔ (بنی اسرائیل- ۱۰۹) اور وہ (منہ) تھوڑی کے بل سجدے میں گرجاتے ہیں روتے ہوئے اور ان کا خشوع خضوع بڑھتا ہی جاتا ہے۔

عن ابی ہریرة رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ لیس منا من لم یتغن بالقران ۔ (رواہ البخاری) ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا وہ ہم سے نہیں ہے جو غنا اور خوش الحانی سے قرآن نہ پڑھے۔ وعنه قال قال رسول اللہ ﷺ ما اَذِن اللہ لشیءٍ ما اذن لِنَبِیٍّ حسن الصوت بالقران یجھر (متفق علیه) اور انھیں سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کسی چیز کو اللہ سماعت نہیں فرماتا جس قدر سماعت فرماتا ہے خوش آواز پیغمبر کے قرآن کو پکار کر پڑھنے کو۔ وعن البراء بن عازب رضی اللہ عنه قال سمعت رسول اللہ ﷺ "حسنوا القران باصواتکم فان الصوت الحسن یزید القران حسنا" ۔ (رواہ الدارمی) اور براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا اور میں نے سُنا قرآن کو اچھی آواز سے پڑھو کیونکہ اچھی آواز قرآن کے حسن کو زیادہ کرتی ہے۔ وعن عائشة رضی اللہ عنها قالت ذکر عند رسول اللہ ﷺ الشعر فقال رسول اللہ ﷺ "ھو کلامٌ حسنه حسن و قبیحه قبیح" (رواہ الدار قطنی و روی الشافعی عن عروہ مرسل اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس شعر کا ذکر ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ کلام اور بات ہے۔ اچھا شعر اچھا ہے اور بُرا شعر بُرا۔ وعن بریدة رضی اللہ عنه قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان من البیان سحرا و ان من العلم جھلا۔ و ان من الشعر حکما و ان من القول عیالا ۔ (رواہ ابوداؤد) بریدہؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے بعض بیان سحر کا اثر رکھتا ہے اور بعض علم جہل ہے اور بعض شعر حکمت ہے اور بعض بات عیال ہے یعنی تنگدلی ہے۔ وعن عائشة رضی اللہ عنها قالت کان رسول اللہ ﷺ یضع لحسان منبرا فی المسجد یقوم علیه قائما یفاخر عن رسول اللہ ﷺ اوینا فخ یقول رسول اللہ ﷺ ان اللہ یؤید

الحسان بروح القدوس مانا فخ او فاخر عن رسول اللّٰہ۔ (رواہ البخاری)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم حسانؓ بن ثابت کے لئے مسجد میں منبر رکھتے اور وہ یعنی حسان منبر پر چڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فخر کرتے اور مدافعت کرتے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ' حسان کی تائید فرماتا ہے روح القدس نے جب تک کہ رسول اللہ کی طرف سے مدافعت کرتے اور فخر کرتے رہتے ہیں۔

وعن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم "اعلنوا هذا النكاح واجعلوه فی المساجد واضر بوا علیه بالد فوف"۔ (رواہ الترمذی)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نکاح کا اعلان کرو اور اس کو مسجد میں کرو اس پر دف بجاؤ۔ وعن محمد بن حاطب الجمحی رضی اللّٰه عنه عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مابین الحلال والحرام الصوت والدف فی النكاح"۔ (رواہ احمد والترمذی ونسائی وابن ماجہ) محمد بن حاطب جمحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ حلال اور حرام میں فرق یہ ہے کہ نکاح میں صوت اور دَف یعنی گانا بجانا ہوتا ہے۔ وعن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت زفت امراة الی رجل من الانصار فقال نبی اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم "اما كان معكم لهو فان الانصار يعجبهم اللّٰهو"۔ (رواہ البخاری) حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت دلہن بنا کر ایک انصاری مرد کے پاس بھیجی گئی۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کھیل اور لہو نہیں ہے کیونکہ انصار کو لہو پسند ہے۔ عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت واللّٰه لقد رایت رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم یقوم علی حجرتی والحبش يلعبون بالجراب و رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم ليسترنی بردائه لِاَنظر الیٰ لعبهم بين اذنه و عاتقه ثم يقوم من اجلی حتی اكون انا التی انصرف فاقدروا الجارية الحديث السن الحريصة علی اللّٰهو۔ (متفق علیہ)

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' کہا قسم ہے خدا کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا میرے حجرے کے پاس حبشی کھڑے ہیں اور وہ بھالوں سے کھیلتے ہیں

اور رسول خدا ﷺ اپنی چادر مبارک سے مجھے چھپاتے ہیں کہ میں ان کے کھیل کو حضرت کے گوشِ مبارک اور شانہ مبارک کے بیچ میں سے دیکھوں پھر میری وجہ سے کھڑے رہے یہاں تک کہ میں خود ہی پلٹ جاتی۔ لوگو! کم عمر لڑکیوں کی قدر کرو جو کھیل کود کی خواہشمند رہتی ہیں۔ وخذوا لتعلم یهود ان فی دیننا فسح وانی بعثت بالحفیفة السمحة الدیلمی عن عائشة ۔ ہاں! تم اپنا کام کرو تا کہ یہودی جان لیں کہ ہمارے دین میں بڑی کشادگی ہے۔ میں آسان مذہب حنیفہ کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ وعن عائشة رضی الله عنها قالت ان ابابکر دخل علیها و عندنا جاریتان فی ایام منی تدفقان و تضربان وفی روایة تغنیان بماتقاولت الانصار یوم بُعاث والنبی ﷺ متغشی بثوبه فانتهرهما ابوبکر فکشف النبی ﷺ عن وجهه فقال دعهما یاابابکر فانها عید وفی روایة ۔ یا ابابکر ۔ ان لکل قوم عیداً و هذا عیدنا"۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' ابوبکر ہمارے پاس آئے اور ہمارے پاس دو لڑکیاں "منیٰ" کے زمانے میں تالیاں اور دف بجاتیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ایسے اشعار پڑھتیں جن کو انصار نے جنگِ بعاث میں پڑھا تھا۔ رسول خدا ﷺ اس وقت چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ ابوبکر نے ان دونوں لڑکیوں کو ڈانٹا تو نبی ﷺ نے اپنے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا ابوبکر! انھیں چھوڑو کہ زمانہ عید ہے۔ اور ایک روایت میں ہے اے ابوبکر! ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔ وعن بریدة رضی الله عنه قال خرج رسول الله فی مغازیه فلما انصرف جاءت جاریة سوداء فقالت یارسول الله انی کنت نذرت ان ردک الله صالحا ان اضرب بین یدیک بالدف واتغنی قال لها ۔ ان کنت نذرت فاضربی والا لا ۔ فجعلت تضرب فدخل ابوبکر وهی تضرب ثم دخل علی وهی تضرب ثم دخل عثمان وهی تضرب ثم دخل عمر فالقت الدف تحت استها ثم قعدت علیه فقال رسول الله ان الشیطان یخاف منک ۔ یا عمر ۔ انی کنت وهی تضرب فدخل ابوبکر وهی تضرب ثم دخل علی وهی تضرب ثم دخل عثمان وهی تضرب فلما دخلتَ انت

یا عمر القت الدف ۔ (رواہ احمد والترمذی فی صحیحہ)۔ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ بعض جنگوں سے فارغ ہو کر نکلے' جب پلٹے تو ایک شبرنگ لڑکی آئی۔ پھر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں نے نذر کی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح وسلامت واپس لائے گا تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی تو حضرتؐ نے اس لڑکی سے فرمایا کہ اگر تو نے نذر کی ہے تو بجالے ورنہ نہیں۔ وہ بجانے لگی کہ ابوبکر آئے اور وہ پھر بجاتی رہی پھر علی آئے اور وہ بجاتی رہی پھر عثمان آئے اور وہ بجاتی رہی پھر عمر آئے تو اس نے اپنے دف کو اپنے نیچے رکھ لیا اور اس پر بیٹھ گئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! بے شک شیطان بھی تم سے ڈرتا ہے۔ میں تھا اور وہ بجاتی رہی پھر ابوبکر آئے اور وہ بجاتی رہی پھر علی آئے وہ بجاتی رہی پھر عثمان آئے اور وہ بجاتی رہی اور عمر تم آتے ہی اس نے دف کو ڈال دیا۔ عن عامر بن سعید قال دخلت علی قرظة بن کعب وابی مسعود الانصاری فی عرس واذا جوار یغنین فقلت انتما صاحبا رسول اللہ ﷺ ومن اهل بدر یفعل هذا عندکم فقال اجلس ان شئت فاسمع معنا ان شئت اذهب قَدْ رَخَّصَ لنا فی اللهو عند العرس ۔ (نسائی) عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں قرضة بن کعب اور ابی مسعود انصاری کے پاس گیا۔ شادی میں لڑکیاں گا رہی تھیں۔ میں نے کہا اے رسولِ خدا ﷺ کے صحابیو! اور جنگ بدر والو! تمہارے پاس یہ کام ہو رہا ہے۔ ان دونوں صحابیوں نے کہا چاہو تو بیٹھو ورنہ چلے جاؤ کیونکہ رسولِ خدا نے شادی بیاہ میں لہو کی بھی اجازت دی ہے۔ عن ابی موسی رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ یا ابا موسیٰ لقد اَعْطیتَ مزما رامن مزامیر آل داؤد ۔ (رواہ الترمذی) ابوموسیٰ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے ابوموسیٰ! تم کو آل داؤد کی ایک نئے دی گئی ہے۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنه ان رسول اللہ ﷺ سمع قاریا یقرء ان لدینا انکالا و جحیما فصعق ۔ (ابن النجار۔ کنزج ۴۔ ص ۲۴۳) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ایک قاری کو پڑھتے سنا ان لدینا انکالا وجحیماً ہمارے پاس بیڑیاں (عذاب ہے) اور دوزخ بھی ہے تو رسولِ خدا چیخ اٹھے۔ عن الحارث ابن سوید رضی

الله قال حدثنا عبداللہ بن مسعود ۔ قال سمعت رسول الله ﷺ یقول الله افرح بتوبة عبده المؤمن من رجل نزل فی ارض دوية الیٰ قوله ۔ ثم قال اللهم انت عبدی وانا ربک اخطأ من شدةِ الفرح ۔ (رواہ الترمذیؒ تیسیر ۸۸ ۔ ج ۱) حارث بن سوید سے روایت ہے کہا کہ انھوں نے عبداللہ بن مسعود سے سنا اور ابن مسعود نے کہا میں نے رسولِ خدا ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے' اللہ زیادہ خوش ہوتا ہے مسلمان مرد کے توبہ کرنے سے اس شخص سے جو جنگل میں اترا ہے الخ پھر اس شخص نے کہا یا اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔ خوشی کے مارے غلطی کرگیا۔

اب میں چند مقدمات بیان کرتا ہوں جن کے سمجھنے کے بعد حلت اور حرمت کا فیصلہ ہوسکتا ہے۔

(۱) اصل چیز میں حلت ہے' جو حرمت کا دعویٰ کرتا ہے' اسی کے ذِمہ حرمت کا بارِ ثبوت ہے۔

(۲) حرام کیا چیز ہے ۔ حرمت کس طرح ثابت کی جاسکتی ہے اور اس کا حکم کیا ہے؟ حرمت وحی اور دلیلِ قطعی سے ثابت کی جاسکتی ہے اور دلیل قطعی کے لئے قرآن یا حدیثِ متواتر کی ضرورت ہے۔ مرتکبِ حرام گنہگار اور اس کو حلال سمجھنے والا کافر۔

(۳) جس طرح حرام کو حلال سمجھنا کفر ہے اسی طرح حلال کو حرام سمجھنا بھی تشریع فی الدین ہے۔ بے شک کسی خاص عورت کا ناجائز طور سے ذکر کرنا یا شرک وکفر کی بات کرنا حرام ہے۔

(۴) کسی علت کی وجہ سے کوئی حکم دیا گیا ہو تو علت نہ رہنے کی صورت میں وہ حکم بھی باقی نہ رہے گا۔

(۵) جس حکم کا قرآن وحدیث میں ماخذ نہیں وہ رد ہے۔

(۶) عبادت کی روح کیا ہے ؟ توجہ الی اللہ اور اس کی محبت پیغمبر کی عظمت اور ان کی الفت ۔ غفلت اور خدا سے اعراض اصلِ شر ولعنت ہے۔

(۷) اکثر آدمی دوسروں سے ناواقف رہتے ہیں اور ان کو خود پر قیاس کرتے ہیں۔

یہ بڑی سفاہت ہے۔ بلاہت ہے۔

(۸) موسیقی اور وزن ایک طبعی چیز ہے گانا سن کر اونٹ وجد کرتا ہے۔ سانپ سوراخ سے نکل پڑتا ہے۔ اسلام میں طبعی چیزیں ہرگز حرام نہیں۔ ہاں! ان کی اصلاح کی گئی ہے۔

اب میں قوالی یا سماع پر تھوڑی سی بحث کرتا ہوں

شعر سے اگر شرک و کفر نکل رہا ہو تو اس شعر کا پڑھنا فضول اور اس کا اچھا سمجھنا گناہ۔ حضرت رسولِ خدا ﷺ حسان بن ثابت کو منبر پر بٹھا کر مدحِ نبیؐ کے شعر سنتے تھے۔ خوش آوازی اور عربوں کے لحن سے قرآن شریف پڑھنے کی ضرورت ہے۔ بھونڈے اور بے ڈھنگے پن سے شعر پڑھنے کو جائز سمجھنا اور مناسب طرز سے پڑھنے کو حرام سمجھنا تعصب اور زبردستی ہے بلکہ خلافِ فطرتِ انسانی ہے۔

صاحبو! حضرت داؤد علیہ السلام بڑے خوش آواز اور خوش لحن تھے۔ رسول خدا ﷺ بھی نہایت ہی خوش آواز تھے۔ اچھی آواز خدا کی نعمت اور اس کا عطیہ ہے۔ رسول خدا ﷺ کے زمانہ میں ''نَے'' تھی۔ ''دف'' تھا اور دف پر ''تال'' اور ''نَے'' پر سر کا قیام ہوتا ہے۔ بعد کے زمانہ میں مختلف ساز پیدا ہوئے جن کو ''نَے'' اور ''دف'' پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ جو چیز رسولِ خدا ﷺ کے زمانہ میں نہ تھی اور بعد میں پیدا ہوئی تو اس پر قیاس سے احکام جاری کئے جاسکتے ہیں۔

آئندہ یہ ثابت کیا جائے گا کہ کتنے صحابیؓ کتنے تابعین و ائمہ نے خوش الحانی سے اشعار کو پڑھتے ہوئے سنا۔ بعض گانے والوں کے پاس مزامیر اور ساز بھی تھے جن کو ان حضرات نے سنا۔

شوکانی ''نیل الاوطار'' (جلد ہفتم صفحہ ۳۱۴) میں لکھتے ہیں کہ اہلِ مدینہ علماء، زاہد اور صوفیہ نے سماع کی اجازت دی ہے۔ اگر چہ کہ سرود و ''نَے'' کے ساتھ ہو۔ امام مالک بن انس کے پاس مزامیر و معازف کے ساتھ گانا مباح ہے۔ غنا اور سماع صحابہ اور تابعین کی

ایک جماعت نے سنا ہے۔ حضرت ابن عبدالبر نے روایت کی کہ حضرت عمرؓ نے سنا اور حضرت عثمانؓ نے سنا۔ اس کو ماوردی اور صاحب البیان اور رافعی نے روایت کیا اور عبدالرحمٰن بن عوف نے سنا جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے روایت کی اور ابو عبیدہ بن الجراحؓ نے سنا۔ اس کو بیہقی، ابن ماجہ، سعید بن منصور اور واحدی نے روایت کیا اور حضرت بلالؓ اور عبد بن ارقمؓ اور اسامہ بن زیدؓ نے سنا جیسا کہ بیہقی نے اس کو بیان کیا اور حمزہؓ نے سنا اور اس کو ابن ظاہر نے بیان کیا اور برا بن مالکؓ نے سنا۔ اس کو ابو نعیم نے بیان کیا اور عبداللہ بن جابرؓ نے سنا اور اس کو ابن عبدالبر نے بیان کیا اور عبداللہ بن زبیرؓ نے سنا اور اس کو ابوطالب مکی نے بیان کیا۔ حسان ابن ثابتؓ نے سنا اور اس کو ابوتفرح اصبہانی نے روایت کیا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے سنا اور اس کو زبیرؓ بن عکار نے بیان کیا۔ قرظہ بن کعبؓ نے سنا جیسا کہ ابن قتیبہ نے روایت کی اور خوات بن جبیرؓ اور رباح المعترفؓ نے سنا جیسا کہ اغانی میں ہے اور مغیرہ بن شعبہؓ نے سنا جیسا کہ ابو طالب مکی نے روایت کی اور عمرو بن العاصؓ نے سنا جس کی ماوردی نے روایت کی اور حضرت بی بی عائشہؓ اور ربیع نے سنا جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے۔ غرض سماع سننے والوں میں تابعین و تبع تابعین بے حساب ہیں اور چاروں اماموں ابن عینیہ اور تمام شافعیوں کا بھی یہی مذہب ہے۔

علامہ کمال الدین بن جعفر بن ثعلب نے روایت کی کہ امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری سے کسی نے غنا کے متعلق پوچھا۔ دونوں صاحبوں نے کہا کہ نہ کبیرہ گناہ ہے نہ بدتر صغیرہ ہے اور حافظ ابن الحجر عسقلانی نے اپنے رسالہ میں قاضی ابو یوسف کے متعلق کہا کہ ہارون رشید کی مجلس میں گانا اور غنا بھی ہوتا تو آپ روتے۔ منتقی الابحر میں ہے کہ امام ابوحنیفہ ایک دعوتِ ولیمہ میں گئے جس میں لہو اور گانا بھی تھا۔ امام نے فرمایا ابتلیت بہ مرۃ فصبرت یعنی میں ایک مرتبہ بڑے امتحان میں پڑا تھا پس میں نے صبر کیا۔ اول تو ابتلی کو برائی لازم نہیں۔ دوم امام کی شان سے ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ وہ حرام کام پر ہرگز صبر نہیں کرسکتے۔ غنا سے ممانعت کی تمام حدیثوں کو ائمہ حدیث نے ضعیف ثابت کیا ہے۔ اس سے قطعِ نظر حرمت کی حدیث احاد ہے جو ان متواتر بالمعنی حدیثوں

کے مقابل نہیں ہو سکتی۔

بعض لوگ ومن الناس من یشتری لھو الحدیث سے حرمتِ غنا ثابت کرتے ہیں مگر دیکھو! قرآن شریف میں ایک جگہ لاتقربوا الصلوۃ ہے۔ نماز پڑھنا حرام ہے نہیں۔ اس کے ساتھ وانتم سکاری بھی تو ہے۔ اسی طرح عالی جناب! آیت ومن الناس من یشتری لھو الحدیث میں لیضل عن سبیل اللہ بھی تو ہے۔ کفر اور بے ایمانی میں مبتلا کرنے کے لئے کوئی گائے بجائے تو بے شک ناجائز ہے۔ یہاں گانے کی کیا خصوصیت ہے؟ بے ڈھنگی آواز سے، نثر میں کفر و شرک کی باتیں کریں تو وہ بھی ناجائز ہیں۔ غنا کی کیا خصوصیت ہے؟ لھو کا بھی ایک وقت ہوتا ہے۔ بیوی سے کھیل اور لہو کی باتیں جائز ہیں۔ قرآن میں تو یہ ہے کہ ساری دنیا لہو ہے کھیل تماشا ہے مگر حرام میں چند خصوصیات بھی ہوتے ہیں دونوں کا ایک حکم نہیں ہوسکتا۔

بعض لوگ ایک، دو ایسی حدیثوں کو بھی پیش کرتے ہیں جن سے حرمتِ غنا اور معازف نکلتی ہے۔ اول تو ان مشہور اور قریب بہ متواتر احادیث اور تأمل صحابہ وغیرہ کے مقابل یہ خبر احاد ناقابل قبول۔ دوسرے اس روایت میں راویوں کی ائمۂ حدیث نے کیسی تنقید کی ہے؟ نیل الاوطار جلد ششم کے مطالعہ سے واضح ہوگا۔ نیز عقلِ سلیم قبول نہیں کرتی کہ دربارِ نبوتؐ کے رہنے والے صحابہ اور ان کے تابعین اور تبع تابعین مرتکب حرام ہوتے رہے اور ان کو یہ حدیث نہیں پہنچی۔ ہاں یا بہتر تو یہ ہے کہ ان احادیث میں تطبیق دو اور حدیث ممانعت کو ان اشعار اور مضامین پر محمول کرو جن میں فحش اور کفر و شرک ہو کیونکہ اسی حدیث میں شراب، زِنا کاری، ریشمی کپڑوں اور گانے بجانے کا بھی ذکر ہے۔ ظاہر ہے کہ جیسی مجلس ہوگی اسی قسم کے شعر بھی گائے جائیں گے۔ حمد و نعت کے اشعار کو اس مجلسِ بد سے کیا مناسبت ہے؟ جیسی روح ویسے فرشتے جیسا حال ویسا قال۔

بعض کہتے ہیں "توبہ توبہ! ہم ان بزرگ ہستیوں کو برا نہیں کہتے" مرتکب کبیرہ و حرام کہنا اور اس کو جائز سمجھنے کی وجہ سے ان کو کافر کہنا بدگوئی نہیں ہے؟ اصل یہ ہے کہ تم نہ حرام کے معنیٰ سمجھتے ہو اور نہ اس کو جائز سمجھنے پر جو احکام مرتب ہوتے ہیں ان کو جانتے ہو۔

تم توبہ توبہ تو کہتے ہو مگر صرف زبان سے۔ تمہارے دل اور تمہاری زبان میں دور کی بھی مطابقت نہیں۔ لاحول ولاقوۃ الاباللہ۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ تین دن تک بھوکے رہ کر باوضو سماع سننا چاہیئے ورنہ ناجائز اور حرام۔ یہ روزہ رکھنا اور وضو کرنا معرضِ بحث میں ہی نہیں ہیں۔ معرضِ بحث میں صرف ''ورنہ حرام ہے'' ہے۔ یہ حرام کا حکم کس نے دیا؟ قرآن میں تو اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا اللّٰہُ ہے یعنی حکم دینا صرف خدا ہی کا کام ہے۔ حدیث میں تو یہ ہے کہ اگر عشاء یعنی شام کا کھانا اور نمازِ عشا کا جو فرض ہے، وقت آجائے تو پہلے کھانا کھالو۔ تین دن تک متواتر بھوکے رہنے کو ''طے روزہ'' کہتے ہیں۔ اس سے حضرتؐ نے ممانعت فرمائی ہے۔

بعض بزرگوں نے سماع نہیں سنا! اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ وصحابہ کرام کے سننے کے بعد کوئی عذر چل نہیں سکتا کہ اور سننے کی ممانعت بھی کیسے ثابت ہوسکتی ہے؟ آپ کو روایت نہ پہنچی ہوگی نہ سہی۔ یہ اپنی اپنی طبیعت ہے۔ کسی کو گانا پسند ہے، کسی کو ناپسند۔ ہر ایک کا جدا حال ہے۔

لطفِ مئے تجھ سے کیا کہوں زاہد ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے سماع کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا ''نہ ایں کارمی کنم نہ انکار میکنم''۔

قوالی میں ایک شخص کو وجد آتا ہے تو دوسرے کیوں کھڑے ہوجاتے ہیں؟ یہ صاحبِ وجد کی عزت ہے۔ بیٹھے ہوئے آدمیوں پر اگر کھڑا ہوا آدمی آگرے تو ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ اسی واسطے دوسرے لوگ کھڑے ہوجاتے ہیں۔

صاحبو! جس کام کو رسول خدا ﷺ اور صحابہؓ نے کیا ہو یا حضرتؐ کے سامنے جو کام کیا گیا ہو اور حضرت نے منع نہیں فرمایا تو وہ کام بھی سنت میں داخل ہے۔

صاحبو! سماع اور قوالی سے ایک نشہ کی سی حالت پیدا ہوتی ہے۔ نشہ میں کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے، کوئی چیختا ہے، کوئی ناچتا ہے مگر بے ہوش نہیں ہوتا۔ بعض بے ہوش بھی ہوجاتے ہیں۔ نشہ محبت کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے۔

دیکھو! ٹھنڈے لوہے پر لاکھ گھن مارو کچھ نہیں ہوتا۔ دل کے لوہے کو آتشِ محبت سے گرم کرو۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه اور اَللّٰه اَللّٰه سے اس پر ضرب لگاؤ۔ پھر دیکھو تم کو تلوار بھی مل جائے گی اور بھالا بھی۔

پر قوالی کب سے نکلی؟ گانا ایک طبعی چیز ہے۔ ہر انسان گاتا ہے۔ جب سے انسان ہے تب سے گانا بھی ہے۔ بجانا بھی ہے۔ لا رهبانية في الاسلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جو طبعی اور فطری چیزیں ہوتی ہیں' ان سے اسلام میں ممانعت نہیں کی گئی ہے بلکہ ان کی اصلاح کی گئی ہے۔ کھانا ایک طبعی چیز ہے۔ کھانا حرام نہیں کیا گیا بلکہ سور کا گوشت اور دیگر مردار چیزوں کے کھانے سے ممانعت کی گئی ہے۔ عورت کی طلب ایک طبعی چیز ہے۔ اسلام نے رہبانیت سے ممانعت کی اور زِنا کاری کو روکا۔ اسی طرح گانا بھی ایک طبعی چیز ہے۔ کفریات کے اشعار گانے سے ممانعت کی گئی ہے۔ اللہ کی محبت اور رسولؐ کی الفت بڑھانے والے اشعار ضرور پڑھے جائیں گے۔ ان پر خوب سر دھنا جائے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ شعر ایک کلام ہے۔ اس کا اچھا اچھا ہے اور اس کا برا برا۔ کیا وجہ ہے کہ لوگ قرآن سن کر وجد نہیں کرتے اور اشعار سن کر وجد کرتے ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ تم کو عربی نہیں آتی۔ تم عربی شعر پر کب وجد کرتے ہو۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے۔ (تم عربی سے ناواقف ہو) اگر تم جانتے اور قرآن کا حسن تمھارے سامنے کھلتا تو تم بھی روتے چیختے' تم اس بات پر روو کہ تم قرآن سنتے ہو یہ تمہاری سمجھ میں آتا ہے نہ تم کو رونا ہی آتا ہے۔ اب بھی جو لوگ قرآن سمجھتے ہیں' عربی سے واقف ہیں قرآن کی فصاحت و بلاغت ان پر ظاہر ہوگئی ہے۔ وہ قرآن سے متاثر ہوتے ہیں اور وجد کرتے ہیں؟۔

اچھا یہ وجد کیا ہے؟ اور کیفیت کا اثر کیا ہوتا ہے؟ وجد ایک سرور اور نشہ کی کیفیت ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ کی آیت کو دیکھو۔ اس میں انما ہے جو حصر پر دلالت کرتا ہے یعنی مسلمان وہی ہیں کہ جب ذِکرِ الٰہی کیا جاتا ہے تو ان کا دل تھرا جاتا ہے۔ صاحبو! ذکرِ الٰہی میں کیا تمہارا دل بھی تھرا اٹھتا ہے۔ اگر تھرا اٹھتا ہے تو میری طرف سے آپ کو مبارکبادی۔

وجد کی وجہ سے بعض لوگ روتے ہیں بعض منہ کے بل گر جاتے ہیں جیسا کہ آیت

یبکون سے ثابت ہوتا ہے۔ بعض کا دل ہل جاتا ہے جیسا کہ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ سے معلوم ہوتا ہے۔ بعض لوگ چیخ مار کر گر جاتے ہیں جیسا کہ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا سے ظاہر ہے۔ بعض لوگ ایک چیخ مارتے ہیں جیسا کہ فصعق ای رسول اللہ ﷺ سے واضح ہے۔ بعض لوگ خوشی کے مارے کودتے ہیں۔ حضرت امام غزالی ''کیمیائے سعادت'' میں فرماتے ہیں' رسولِ خدا ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ آپ مارے خوشی کے رقص کرنے لگے اور کئی دفعہ زمین پر پاؤں مارا جس طرح کہ عرب کی عادت ہے کہ وہ شادی میں خوشی کیا کرتے ہیں اور حضرتؐ نے جعفرِ طیارؓ سے فرمایا کہ تم خَلق اور خُلق میں میرے جیسے ہو تو وہ خوشی کے مارے رقص کرنے لگے۔ زید بن حارث رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو تو میرا برادر اور مولیٰ ہے۔ وہ بھی خوشی کے سبب سے رقص کرنے لگے۔ پس جو کوئی اس رقص کو حرام کہتا ہے' وہ خطا کرتا ہے۔ (انتہاء کلام غزالی)

یہ بات یاد رکھو! عمل اور ردِ عمل برابر ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو کوئی کافر کہے اور وہ اس کا مستحق نہ ہو تو کہنے والے کا کفر اس کو واپس۔ فوارہ سے پانی نکل کر خود اسی پر گرتا ہے۔ جو لوگ بزرگانِ دین کو گانا سننے کی وجہ سے مرتکبِ حرام سمجھتے ہیں اور جائز سمجھنے کی وجہ سے مرتکبِ کفر' وہ بڑی جُرأت کرتے ہیں۔ ان کا کفر' ان کی بے ادبی خود ان پر واپس ہوگی اور ان کی مٹی خراب ہوجائے گی۔

میں پھر آخر میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ رسالت مآب ؐ کو اور صحابہ کرامؓ کو مرتکبِ حرام ہرگز نہ کہنا چاہیئے اور غنا کو جائز سمجھنے کے سبب کفر کی نسبت کرنے کی جرات نہ کرنی چاہیئے ورنہ ردِ عمل کی وجہ سے ایمان تمہارے پاس سے دبے پاؤں چلا جائے گا اور تم کو خبر بھی نہ ہوگی۔

یَانَا طِحَ الْجَبَلِ الرَّاسَ لتزعجه

اِرْحَمْ عَلَى الرَّاسِ لَا تَرْحَمْ عَلَى الْجَبَلْ

اے پہاڑ کو ہلادینے کے خیال سے ٹکر مارنے والے! اپنے سر پر رحم کر پہاڑ پر رحم نہ کھا۔

فقیر

محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت حیدرآبادی